

115480- کیا جنتی لوگ جہنم میں اپنے عزیز واقارب کے عذاب پانے کی وجہ سے عمگین ہونگے؟

سوال

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جنتی کبھی بھی کسی چیز پر عمگین نہیں ہونگے، لیکن اگر انکے خاندان یا انکا کوئی محبوب شخص جہنم میں چلا گیا، تو وہ اقرباء کو عذاب دئیے جانے پر کیسے خوش رہ سکتا ہے، کیونکہ اسے اس بات کا علم ضرور ہوگا۔

پسندیدہ جواب

اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کیلئے مسرت و خوشی، اور سعادت، لازمی کر دی ہے، وہ اللہ کے فضل اور رحمت سے نعمتوں میں مست ہونگے، جنتی لوگوں کیلئے کوئی دکھ، درد، غم نہیں ہوگا، بلکہ وہ نہایت رحم کرنے والے اور مہربان رب کی جانب سے ہمیشہ کی نعمتوں میں ہونگے، اسی لئے فرمان باری تعالیٰ ہے:

(بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ
لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ)

ترجمہ: کیوں نہیں جو شخص بھی اپنے آپ کو اللہ کا فرمانبردار بنا دے اور وہ نیکو کار بھی ہو تو اس کا اجر اس کے پروردگار کے ہاں اسے ضرور ملے گا اور ایسے لوگوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ عمگین ہوں گے

البقرة/112

اسی طرح فرمان باری تعالیٰ ہے:

(يُخَشِرُ بَعْضُهُمْ رَبَّهُمْ بَرَحِيَةً
مِن ذُرِّيَّتِهِمْ مِنَ الذُّمِّ وَكَانَتْ لَهُمْ فِيهَا نُعِيمٌ مُّقِيمٌ)

ترجمہ: ان کا پروردگار انہیں اپنی رحمت اور رضامندی کی خوشخبری دیتا ہے اور ان کے لئے ایسے باغات ہیں جن کی نعمتیں

دائمی ہیں التوبة/21

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کچھ جنتی لوگوں کے ساتھی، دوست، اقرباء، اہل خانہ جہنمی ہونگے، تو کیا یہ انکی خوشی میں کسی یا کدورت پیدا کر سکے گا؟

اسکا جواب: کبھی نہیں، ایسا بالکل نہیں ہو سکتا، اور ہمیں اپنے علم کے مطابق کوئی ایسی شرعی نص نہیں ملی جو اس بارے میں صراحت کرتی ہو، لیکن ہمیں اپنی مذکورہ بات پر بہت یقین ہے، اسکی بہت سی وجوہات ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

1- اہل جنت شرعی احکامات کو جانتے ہیں۔

2- وہ حکمت الہیہ کے سامنے سر تسلیم خم رکھتے ہیں۔

3- جنت کی تروتازہ نعمتیں انہیں عذاب کے مستحق ٹھہرنے والے اشخاص کی تکالیف بھلا دیں گے۔

مذکورہ بالا کی تائید میں دو واقعات ہیں:

پہلا: قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام کا اپنے کافر باپ کے ساتھ۔

دوسرا: ایک جنتی شخص کا دوست جہنم میں ہوگا جسے وہ جنت میں رہتے ہوئے دیکھ لے گا۔

پہلے واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ: ابراہیم

علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ قیامت کے دن اسے رسوا نہ کرے، چنانچہ جب آپ علیہ السلام کے والد پر ہمیشہ کیلئے جہنم میں رہنے کا حکم لگایا جائے گا تو ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اپنی دعا کی قبولیت کیلئے درخواست کریں گے، تو انکے والد کو سامنے لایا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ اسے بچو کی شکل میں تبدیل کر دیگا، اور اسکی ٹانگوں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا، اور ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے جنت میں کسی بھی کافر کے داخلے پر پابندی کے فیصلے کے بارے میں آگاہ کر دیا

جانے گا، چنانچہ ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکمت بھرے اس فیصلے کو قبول کر لیں گے۔

چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ: (ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے قیامت کے دن ملیں گے آزر کے چہرے پر سیاہی اور غبار چھایا ہوگا، تو اس سے ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ: میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرنا، ان کا باپ کے گا: آج میں تمہاری نافرمانی نہ کرونگا، تو ابراہیم علیہ السلام کہیں گے: کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھ سے حشر کے دن مجھے رسوا نہ کرنے کا وعدہ کیا تھا، پس کون سی رسوائی اپنے کم بخت باپ کی رسوائی سے بڑھ کر ہوگی، تو اللہ فرمائے گا: میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے، پھر ابراہیم سے کہا جائے گا: اے ابراہیم! تمہارے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک (ذبح) زبجو کے ساتھ ہونگے جو اپنی ہی لید میں لتھڑا ہوگا، پھر اس جانور کو ٹانگوں سے پکڑ کر دوزخ میں ڈالا جائے گا) بخاری (3350)

حدیث میں مذکور ”ذبح“ زبجو کو کہا جاتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ: زبجو کو ”ذبح“ اسی وقت کہا جاتا ہے جب اسکے جسم پر گھنے بال ہوں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کو لتھڑے ہوئے زبجو کی شکل اس لئے دی گئی تاکہ ابراہیم علیہ السلام کیلئے اپنے والد کو جہنم میں اصل شکل پر دیکھنے کی وجہ سے غم نہ ہو، یہ بھی کہا گیا ہے کہ: یہ آپکی دعا کی قبولیت کے طور پر ہے، اس امر کی توجیہات میں اور بھی بہت کچھ کہا گیا ہے۔

بہر حال: یہ واقعہ اس بات کی دلیل بن سکتا ہے کہ اہل جنت اللہ تعالیٰ کے جہنمیوں کے بارے میں ہمیشہ رہنے کے فیصلہ کو تسلیم کر لیں گے۔

حافظ ابن حجر۔ زبجو کی شکل میں آزر کے مسج کرنے کی حکمت کے بارے میں کہتے ہیں:

”اس کے مسح کی حکمت میں کہا گیا ہے کہ: تاکہ ابراہیم اس سے نفرت کرنے لگیں، اور جہنم میں وہ اپنی اصل صورت میں باقی نہ رہیں، اور ابراہیم علیہ السلام کیلئے عار کا باعث نہ بنے۔“

بجوں کی شکل میں ہی مسح اس لئے کیا کہ: بجو بوقوف ترین جانور ہے، اور آزر بھی انسانوں میں سے اصح ترین انسان تھا؛ کیونکہ اپنے ہی بیٹے کی جانب سے واضح نشانیاں ظاہر ہونے کے باوجود کفر پر مصر رہا، اور کفر پر ہی موت آئی، اور بجوں کی شکل میں اس لئے مسح کیا گیا: کہ یہ جانور اپنے سے کم تر جیسے کتا، اور سور وغیرہ اور اپنے سے بالاجیسے شیر کے مقابلے میں درمیانی درجے کا ہے؛ اسکی وجہ یہ تھی کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسکے سامنے انتہا درجے کی منت کی، اور خوب نرم خوئی سے بات کی، لیکن اسکے باوجود آزر نے تکبر اور انکار کرنے ہوئے کفر پر اصرار کیا، اور قیامت کے دن اسکے ساتھ ذلت آمیز سلوک کیا گیا، چنانچہ بجو میں ٹیڑھ پن اس بات کی غمازی ہے کہ آزر بھی ایمان لا کر سیدھا نہ ہوا بلکہ اپنے کفریہ دین پر قائم رہ کر ٹیڑھ پن کو اختیار کئے رکھا۔“

”فتح الباری“ (500/8)

دوسرا واقعہ:

اس واقعہ میں پہلے سے زیادہ واضح شکل ہے، اور سوال سے مطابقت بھی رکھتی ہے، وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جنتی مومن کے بارے میں بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں اپنے ایک دوست کو دیکھنے کا موقع دیگا، تو اسے کوئی غم نہیں ہوگا، اور نہ ہی کدورت حاصل ہوگی، بلکہ ہدایت کی عنایت پر اللہ تعالیٰ کے فضل کا شکر ادا کرتا ہے، کہ اس نے مجھے کفر اور جہنم سے بچایا، اور پھر وہ حاصل ہونے والی نعمتوں اور سہولتوں کو یاد کرتا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

(فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ
يَتَسَاءَلُونَ. قَالَ قَائِلٌ مِّمَّنْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ. يَتَّبِعُونِي
أَتَّبَعْتُ لِمَنِ الْوَصْدَةَ. أَنْذَرْتَنَا وَكُنَّا تَرَابًا وَعِظَانًا
أَتَيْنَاكَ يَوْمَئِذٍ. قَالَ بَلْ أَنْتُمْ مُطَّلِعُونَ. فَاطَّلَعَ فَرَآهُ
فِي سَوَاءٍ الْجَحِيمِ. قَالَ تَاللَّهِ إِنْ كَذَّبْتُ لَكُنَّ تُرَابًا وَوَلَوْلَا

نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْخَضِرِينَ. قَالَ بَلْ أَنْتُمْ مُطْمَئِنُونَ
فَاطَّلَعْ فَرَّاهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ. قَالَ تَاللَّهِ إِنْ كَذَبْتُ
لَتُرْوَدِينَ. وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْخَضِرِينَ. أَلَمْ أَفْجَأْ
نَحْنُ بِبَيْتَيْنِ. إِلَّا مَوْبَتَنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَدِّيْنَ.
إِنَّ هَذَا لَهُوَ النُّزُؤُ الْعَظِيمُ. لِيُشَلِّ بِذَا فَلْيُعْمَلِ
الْعَامِلُونَ)

ترجمہ: یہ لوگ بھی ایک دوسرے کی طرف

متوجہ ہو کر سوال کریں گے [50] ان میں سے ایک کہے گا: (دنیا میں) میرا ایک ہم نشین
تھا [51] جو مجھے کہا کرتا تھا: ”کیا توں بھی تصدیق کرنے والوں میں شامل ہو گیا؟
[52] جلا جب ہم مرکز مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا ہمیں سزا و جزا بھگتنا پڑے
گی؟“ [53] پھر کہے گا: ”کیا تم اس کا حال معلوم کرنا چاہتے ہو؟“ [54] پھر جب وہ
جھانکے گا تو اسے جہنم کے عین درمیان دیکھے گا [55] اور کہے گا: اللہ کی قسم! تم
مجھے ہلاک کر کے ہی چھوڑتے [56] اور اگر مجھ پر میرے اللہ کا احسان نہ ہوتا تو میں
بھی (جرموں کی طرح) حاضر کئے ہوئے لوگوں میں شامل ہوتا [57] (پھر وہ خوشی سے اپنے
دل میں کہے گا) کیا اب تو ہمیں موت نہیں آنے گی؟ [58] ہمیں پہلی بار ہی مرنا تھا
(جو مر چکے) اور اب ہمیں عذاب بھی نہیں ہوگا [59] یقیناً یہ بہت بڑی کامیابی ہے [60]
ایسی ہی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنے چاہئیں الصافات/50-61
ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”پھر مؤمن اپنے بھتیجیوں کو کہے

گا: کیا تم جہنم میں میرے دوست کی جگہ اور اسکے انجام کو دیکھنا چاہتے ہو، یہ قوی
قول ہے، اسکے علاوہ اس کے بارے میں دو اقوال اور بھی ہیں: ایک یہ کہ: ”آپس میں ماضی
کو یاد کرنے والوں سے فرشتے کہیں گے: کیا تم دیکھنا چاہتے ہو،“ اسے عطاء نے ابن عباس
سے روایت کیا ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ: یہ بات اللہ تعالیٰ اہل جنت کو کہیں گے، اور
اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم دیکھنا چاہتے ہو؟ جبکہ صحیح یہ ہے کہ پہلا قول صحیح
ہے، کہ یہ بات ایک مؤمن جو گفتگو ساتھیوں سے کہے گا، جو کہ سیاق کلام، اخبار اور
دوست کے حالات کے بارے میں ہے“

”حادی الأرواح“ (ص 179)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

(قَالَ تَاللَّهِ إِنْ كَذَبَتْ

لَشُرَّوِينَ) مؤمن کافر کو

مخاطب کرتے ہوئے کہے گا: اللہ کی قسم! عین قریب تھا کہ اگر میں تیری اطاعت کرتا تو توں مجھے ہلاکت میں ڈال دیتا۔

)

وَأَوْلَا نِعْمَةَ رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْخَاسِرِينَ

یعنی: اگر اللہ کا مجھ پر فضل نہ ہوتا تو میں بھی تیری طرح بری جہنم میں ہوتا جہاں تم ہو، عذاب میں تیرے ساتھ ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم اور فضل کرتے ہوئے، ایمان کیلئے ہدایت دی، اور توحید کیلئے راستہ بتایا، (اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دینا تو ہم کبھی بھی ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے تھے) الأعراف/43

فرمانِ باری تعالیٰ :

(أَفَمَا نَحْنُ بِمَبْتَلِينَ .إِلَّا

مَوْتِنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُخَدَّيِينَ) یہ

بات مؤمن کی ہے جو اپنے آپ میں پھولا نہیں سمارہا، کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جنت میں دائمی داخلہ دے دیا ہے، جو کہ عزت والا گھر ہے، جہاں موت نہیں آنے لگی، اور نہ ہی عذاب ہوگا، اسی لئے تو فرمایا:)

إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

”تفسیر ابن کثیر“ (16/7)

یہی موقف اس مسئلہ کے بارے میں ہم

کہہ سکتے ہیں کہ مؤمن کفار کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو جانتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی کمال حکمت کی وجہ سے اسے تسلیم بھی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے باعث جن نعمتوں میں وہ خود ہے اُسے جہنم میں اہل خانہ، دوست احباب دوسروں کے بارے میں سوچ و پچا رہی نہیں رہے گی۔

واللہ اعلم .